حضرت خواجہ غریب نواز
کا طرزِ تربیت و اصلاح
از
مولانا اختر حسین فیضی مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
ناشر
مکتبہ عزیزیہ عزیز نگر مبارک پور

حضرت خواجہ غریب نواز

کا طرز تربیت و اصلاح

مکتبہ عزیزیہ عزیز نگر مبارک پور

حضرت خواجہ غریب نواز
کا طرز تربیت و اصلاح

کوئی مذہب اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ تغیر پذیر زندگی میں خوش گوار تبدیلی لا سکتا ہے، جب تک کہ اس میں ایسے افراد نہ پیدا ہوں جو نیک نیتی، بے غرضی، روحانیت، ایثار، اخلاص اور اپنے اخلاق حمیدہ کے ذریعہ پیروان مذہب کے تن بے جان میں نئی روح پھونک دیں اور ان کے اندر خود اعتمادی، خود احتسابی، قوت ادراک اور جوش عمل کی جوت جگا دیں۔

اسلام کی دعوت و تبلیغ اور بنی نوع انسان کی اصلاح و تربیت کی ایک طویل تاریخ ہے۔ داعی اعظم حضرت محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد صحابہ، تابعین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کے لیے مبارک زندگیاں وقف کیں، ان مبارک جماعتوں کے بعد علما، صلحا اور صوفیہ نے اس تحریک کو آگے بڑھایا اور یہی وہ حضرات ہیں جو خداوند کریم کی طرف سے قیامت تک کے لیے اس کار عظیم کے لیے منتخب ہیں۔

اسلام کی تاریخ کبھی بھی دعاۃ و مصلحین سے خالی نہیں رہی، دعوت و تبلیغ اور اصلاح و تربیت کا کام ہر زمانہ میں ان ادوار کی ضرورتوں کے پیش نظر کم و بیش ہوتا رہا۔ جب بھی دشمنان اسلام کی طرف سے دین کو کوئی خطرہ محسوس ہوا، کوئی پر عزم اور باقوت شخصیت ضرور میدان عمل میں آئی، جس نے اس فتنہ کا سد باب کیا اور باطل تحریکوں پر قدغن لگائی۔

اسلام کے چار مشہور سلسلوں (قادریہ، چشتیہ، نقش بندیہ، سہروردیہ) نے رشد و ہدایت اور تبلیغ و اصلاح کی شمعیں خوب روشن کیں۔ اپنے اپنے دور میں ان میں سے ہر ایک

کی شعاع فیض بار نے اکناف عالم کو منور کیا، اہل ہند نے بھی ان کی پاکیزہ تعلیمات سے روشنی حاصل کی۔ لیکن سلسلۂ چشتیہ نے چوں کہ ہندستان کے قریبی ملک ایران میں نشوونما پائی، اس لیے اس کے اثرات اس ملک پر نسبتاً زیادہ مرتب ہوئے۔ غرض کہ رب قدیر نے ہندستان میں اس سلسلے کو تربیت و اصلاح کے لیے منتخب کر لیا تھا، جس چشتی بزرگ نے سب سے پہلے اس ملک کی طرف نظر التفات فرمائی، وہ خواجہ ابو محمد چشتی (علیہ الرحمہ)[1] کی بابرکت ذات تھی۔ انھیں کی دعاے مستجاب نے سلطان محمود غزنوی کو فاتح ہندستان بننے میں معاونت کی۔

حضرت علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

جس زمانے میں سلطان محمود غزنوی سومنات[2] (ہندستان) کی لڑائی کے لیے روانہ ہوا تھا، خواجہ ابو محمد کو خواب میں اشارہ ہوا کہ تمھیں محمود کی مدد کے لیے جانا چاہیے، وہ ستر سال کی عمر میں چند درویشوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر مشرکوں اور بت

---

(۱) خواجہ ابو محمد چشتی بن خواجہ ابو احمد کی ولادت شب یکم محرم ۳۳۱ھ / ۹۴۲ء میں ہوئی۔ آپ مادر زاد ولی تھے، ایام حمل میں آپ کی والدہ ماجدہ اپنے بطن سے لا الہ الا اللہ کی آواز سنتیں، جب اپنے شوہر خواجہ ابو احمد سے یہ حال بیان کیا تو انھوں نے فرمایا: مبارک ہو تیرے بطن سے ولد صالح پیدا ہوگا۔ ایام رضاعت کے بعد شیر مادر از خود ترک کر دیا، جب ساڑھے چار سال کی عمر ہوئی، مکتب میں بٹھائے گئے۔ تھوڑی ہی مدت میں قرآن ختم کر لیا، سات سال کی عمر ہوئی تو نماز باقاعدہ باجماعت ادا فرمانے لگے اور گوشۂ خلوت میں ذکر الٰہی فرمایا کرتے۔

والد گرامی سے بیعت و خلافت: جب چوبیس سال کی عمر ہوئی، والد گرامی نے دار فانی سے کوچ کیا اور آپ خانقاہ چشت کے سجادہ نشین ہوکر بیعت و ارشاد کے منصب پر فائز ہوگئے۔ آپ کے تین خلفا تھے۔ خواجہ ابو یوسف، خواجہ محمد کاکو، خواجہ استاد مردان۔ آپ کی وفات سیر الاقطاب کے مطابق ربیع الاول ۴۱۴ھ میں ہے اور سفینۃ الاولیا کے مطابق رجب ۴۱۱ھ / ۱۰۲۰ء میں۔ مزار پر انور چشت میں ہے۔

(۲) تاریخ فرشتہ کے مطابق سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۵ھ میں سومنات کی طرف کوچ کیا، اگر حضرت خواجہ ابو محمد چشتی کا سنہ وفات ۴۱۱ھ یا ۴۱۴ھ صحیح مانا جائے تو وہ حملہ سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ اس زمانے میں سومنات ایک بہت بڑا شہر تھا یہ دریاے عمان (مراد شمالی بحیرہ عرب) کے کنارے واقع ہے، یہ شہر اپنے عظیم الشان بت کی وجہ سے تمام برہمنوں اور غیر مسلموں کے نزدیک بہت اہمیت رکھتا تھا۔ (تاریخ فرشتہ ج ۱/۷۸)

پرستوں کے ساتھ جہاد کیا[۳] لیکن تبلیغ اسلام اور دعوت اصلاح میں اس وقت تیزی آئی، جب سلسلۂ چشتیہ کے شیخ الشیوخ خواجۂ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سجزی[۴] رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ہندستان میں قدم رکھا اور تبلیغ وارشاد کی بساط بچھائی۔

آپ راے پتھورا[۵] (پرتھوی راج چوہان) کے دور حکومت میں ہندستان

---

(۳) علامہ عبد الرحمن جامی/ترجمہ اردو: شمس بریلوی، نفحات الانس ص ۵۲۰ دانش پبلشنگ کمپنی نئی دہلی۔

(۴) حضرت خواجۂ اجمیری کے ساتھ سنجری (س ن ج ری) کی نسبت بہت مشہور ہے لیکن اہل تحقیق کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں۔ ان کی تحقیق میں سجزی (س ج زی) صحیح ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: سجزی بکسر سین و سکون جیم و کسر زاے معجمہ نسبت بہ سیستان، سیستان رابہ زبان عربی سجستان وسجز گویند۔ ایں تعریب است وابدال سین بہ زا از تعریب است۔

ترجمہ:- سجزی سین کسرہ، جیم کے سکون اور زاے معجمہ کے کسرہ کے ساتھ سیستان کی طرف منسوب ہے سیستان کو عربی زبان میں سجستان کہتے ہیں اور یہ تعریب ہے اور سین کا زا سے بدلنا تعریب کے تغیرات سے ہے۔ [الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص ۸۸، مطبع احمد، دہلی]۔

مولانا عبد الاول جون پوری لکھتے ہیں: السجزي نسبة إلى سجستان الاقليم المعروف و يقال له في الفارسية سيستان فخواجه معين الدين ولي الهند الأجميري سجزي منسوب إلى سجستان و من يقولونه سجزي منسوب إلى سنجر فقولهم من قبيل غلط العوام.

ترجمہ: سجزی ایک مشہور ملک سجستان کی طرف منسوب ہے جسے فارسی میں سیستان کہا جاتا ہے، خواجہ معین الدین ولی الہند اجمیری کو سجستان کی طرف منسوب کرتے ہوئے سجزی کہتے ہیں۔ جو حضرات سنجر کی طرف نسبت کرتے ہوئے انھیں سنجری کہتے ہیں تو ان کا قول غلط العوام کے قبیل سے ہے۔

(رسالہ تمرین الادب فی ترقین العرب ص ۲۸۔ مشمولہ شرح جامی مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارک)

(۵) پرتھوی راج چوہان دہلی کا راجہ تھا، اجمیر بھی اس کی سلطنت میں تھا۔ دہلی کی سلطنت نانا انند پال (اننگ پال) سے ملی اور اجمیر کی سلطنت اپنے باپ سومیشور سے وراثت میں پائی۔ اس طرح وہ دو طاقت ور مرکزی سلطنتوں کا مالک ہوا۔ چوں کہ اجمیر اس کے باپ دادا کا دار السلطنت تھا، اس لیے گمان غالب یہ ہے کہ وہ زیادہ تر اجمیر میں ہی رہتا تھا، یہی وجہ ہے کہ اجمیر اس وقت ہندوستان کا سب سے بڑا سیاسی مرکز تھا۔ پرتھوی راج بڑا بہادر، باہمت اور فنون سپہ گری میں طاق تھا۔ وہ قابل سپہ سالار اور ماہر تیر انداز تھا۔ ہندستان کے اتر، پچھم میں غور نام کی ایک سلطنت تھی، اس کا حاکم محمد غوری تھا، وہ قوم کا ترک تھا ہندستان کے راجاؤں کی باہمی پھوٹ دیکھ کر اس نے ہندستان پر حملہ کردیا۔ پرتھوی راج نے غوری کے اس حملے کو روکنے کے لیے راجپوت راجاؤں کو جمع کیا دہلی سے کچھ دور تر اواڑی کے میدان میں پرتھوی راج اور غوری کی فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہوئی، راجپوت بڑی دلیری سے لڑے اور غوری کی فوج کو تتر بتر کردیا۔ غوری گھائل ہوا اور میدان سے جان بچا کر بھاگ نکلا۔ غوری اپنے ملک پہنچ کر پرتھوی راج سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کی تیاری میں لگ گیا، دوسرے ہی سال وہ ایک بھاری فوج کے ساتھ پھر اسی تر اواڑی کے میدان میں آڈٹا۔ پرتھوی راج نے ایک بار پھر راج پوت راجاؤں سے کہا

تشریف لائے اور اجمیر سے اپنی اصلاحی تحریک کا آغاز کیا جو ان دنوں راے پتھورا کا دار السلطنت تھا اور کفر و شرک کی آماج گاہ بھی۔ حضرت نظام الدین اولیا[٦] رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سید محمد مبارک کرمانی[٧] اس دور کے حالات اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی

کہ مل کر مقابلہ کریں، لیکن آپسی اختلاف کی وجہ سے کچھ ہی راجاؤں نے اس کا ساتھ دیا، سلطان غوری کی فوج بھاری پڑی، اس لیے پرتھوی راج اور اس کی فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا، پرتھوی راج گرفتار ہوا اور قتل کیا گیا، اس طرح راجپوت راجاؤں کی سلطنت کا خاتمہ ہوا اور سلطان شہاب الدین نے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اس طرح ہندستان میں غوری فرماں روائی کا آغاز ہوا۔

(٦) نظام الدین اولیا: آپ کا اسم گرامی سید محمد، لقب شیخ المشائخ، نظام الدین اور محبوب الٰہی ہے۔ آپ نجیب الطرفین حسینی سید ہیں۔ ۲۷/ صفر ۶۳۴ھ / ۱۲۳۶ء بمقام بدایوں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ پانچ ہی سال کے تھے کہ والد گرامی حضرت سید احمد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ سیدہ بی بی زلیخا جو خدا شناس پارسا خاتون تھیں، نے ان کی پرورش کی اور دینی، اخلاقی تربیت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کے اساتذہ میں خواجہ شادی مقری، مولانا علاء الدین اصولی، مولانا شمس الدین، مولانا برہان الدین اور مولانا محمد بن احمد کا نام ملتا ہے۔ علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں رہ کر سلوک و معرفت کے مراحل طے کیے۔ ۱۳/ رمضان المبارک ۶۶۹ھ کو بابا فرید نے انھیں خلافت سے نوازا۔ آپ کی ذات مکارم اخلاق کا پیکر جمیل تھی۔ علم و فضل، عقل و شعور اور جذبہ عشق الٰہی سے رب کریم نے خوب نوازا تھا۔ بابا فرید نے عطاے خلافت کے وقت فرمایا تھا: اللہ تعالی تم کو عقل، علم اور عشق کی دولت سے نوازے۔ آپ پوری زندگی خدمت خلق، اصلاح امت اور تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔
۱۸/ ربیع الآخر ۷۲۵ھ / ۱۳۳۴ء بروز بدھ وصال ہوا۔ خانوادۂ چشت کے روحانی سربراہ کا جنازہ ہزاروں سوگوار ارادات مندوں کے کاندھوں پر اٹھا۔ سلطان دہلی محمد شاہ تغلق بھی جنازہ میں شریک تھا۔ نماز جنازہ شیخ الاسلام ابوالفتح رکن الدین نبیرہ شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی نے پڑھائی۔ دہلی میں آپ کی آخری آرام گاہ مرجع خلائق ہے، تربت انور پر سلطان محمد تغلق نے شاندار گنبد تعمیر کرایا۔ (تذکرہ مشائخ عظام از مولانا ڈاکٹر محمد عاصم گھوسی ص ۲۸۵ تا ۲۹۲ ملخصا مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور)

(٧) سید محمد بن مبارک کرمانی۔ ولادت ۷۱۹ھ۔ وفات ۷۷۱ھ۔ آپ سید مبارک بن محمود کرمانی کے صاحب زادے ہیں۔ آپ نے "سیر الاولیا" نام کی ایک کتاب لکھی ہے، جس میں مشایخ چشت کے حالات لکھے گئے ہیں۔ زمانہ طفولیت ہی میں خواجہ نظام الدین اولیا سے بیعت ہوئے اور شیخ کی بعض مجالس میں شرکت کی۔ شیخ کی وفات کے بعد شیخ کے بعض خلفا سے مستفیض ہوئے، خصوصاً شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے۔ اکثر اپنے شیخ خواجہ نظام الدین اولیا کو خواب میں دیکھا کرتے تھے۔ کئی مرتبہ تجدید بیعت کی ہے۔ آپ کے والد، چچا اور دادا، سب لوگ خواجہ نظام الدین اولیا کے رشتہ دار تھے، آپ نے اپنی کتاب سیر الاولیا میں جو کچھ لکھا ہے، وہ اپنے آبا و اجداد ہی کے ذریعے اور واسطے سے لکھا ہے، اللہ تعالی آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ (اخبار الاخیار ص ۲۱۰، ۲۱۱ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

رحمۃ اللہ علیہ کی سعی اصلاح بیان کرتے ہیں:

ترجمہ:- ملک ہندستان اپنے آخری مشرقی سرے تک کفر و شرک کی آماجگاہ تھا۔ اہل کبر و نخوت خدائی کا دعوی کر رہے تھے اور خدا کی خدائی میں دوسروں کو شریک کرتے تھے، پتھر، ڈھیلا، درخت، جانور گائے اور گوبر کو سجدہ کرتے، کفر کی تاریکی کی وجہ سے ان کے دل تاریک اور مقفل تھے۔

سب دین و شریعت کے حکم سے غافل، خدا اور پیغمبر سے بے خبر۔ نہ کسی نے قبلہ کی سمت پہچانی نہ اللہ اکبر کی صدا سنی۔ آفتاب یقین حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قدم کا اس ملک میں پہنچنا تھا کہ اس کی تاریکی نور اسلام سے بدل گئی۔ ان کی کوششوں سے جہاں صلیب و کلیسا تھے، مسجد و محراب و منبر نظر آنے لگے۔ جہاں مشرکانہ صدائیں بلند ہوتی تھیں وہ نعرۂ اللہ اکبر سے گونجنے لگی۔

اس سرزمین میں جس کو اسلام کی دولت ملی اور قیامت تک اس دولت سے شرف یاب ہوگا اور نسل در نسل ان کی اولاد دامن اسلام سے وابستہ ہوگی اور وہ جماعت جن کی تبلیغ اسلام نے اس دار حرب کو دار الاسلام بنایا تا قیامت اس کا ثواب ان افراد قدسیہ اور شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سجزی قدس سرہ العزیز کی روح کو پہنچتا رہے گا۔[(۸)]

تجدید اسلام اور دعوت اصلاح میں اس وقت مزید استحکام آیا، جب سلطان شہاب الدین محمد غوری نے ہندستان کی باگ ڈور سنبھالی۔ علامہ میر سید غلام علی آزاد بلگرامی رقم طراز ہیں:

سلطان شہاب الدین محمد غوری کی رائے پتھورا (پرتھوی راج) پر فتح یابی حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے مبارک وجود کی برکت ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت خواجہ غزنین سے اجمیر تشریف لائے اور وہاں قیام پذیر ہوئے اور پرتھوی راج کی طرف سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچی تو خواجہ نے سفارش کا پیغام بھیجا، جسے نالائق رائے پتھورا نے قبول نہ کیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آکر غیب

(۸) سید محمد بن مبارک (میر خورد) سیر الاولیا ص ۴۷

کی باتیں بتاتا ہے (یہ طنز سن کر) خواجہ صاحب نے ناراض ہوکر فرمایا ''پتھورارا زندہ گرفتیم و دادیم'' (ہم نے پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کیا)

انھیں دنوں سلطان شہاب الدین غوری پتھورا پر حملہ آور ہوا۔ پتھورا پورے نخوت و غرور سے مقابلے پر صف آرا ہوا اور دونوں لشکروں کے درمیان نیزہ بازی اور تیغ زنی شروع ہوئی، سلطان فتح یاب ہوا اور پتھورا زندہ گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اسی وقت سے دین، دین کی جڑیں اس دیار میں مستحکم ہوئیں اور کفر کی بنیادیں روز بروز منہدم ہوتی گئیں۔ اسی لیے حضرت خواجۂ ہندستان کو ساتویں صدی کا ''مجدد'' کہا جاتا ہے (۹)

شہزادی جہاں آرا بیگم نے اس تعلق سے ایک دوسرا واقعہ بیان کیا ہے:

ترجمہ:- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (۱۰) رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک مسلمان راے پتھورا کے پاس سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مرید ہونے کی غرض سے آیا، حضرت نے اسے مرید نہ کیا، وہ شخص واپس گیا اور راے پتھورا سے حضرت کی شکایت کی، حضرت کے پاس راے

---

(۹) (الف) میر سید غلام علی آزاد، مآثر الکرام، ص ۷۱، ۷۲، جامعۃ الرضا بریلی شریف
(ب) شہزادی جہاں آرا بیگم، مونس الارواح، ص ۳۶، شاہ ابوالخیر اکادمی،، بازار چتلی قبر دہلی

(۱۰) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ اوش مضافات فرغنہ ولایت، ماوراء النہر میں خانوادہ سادات حسینی میں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی بخت یار، قطب الدین لقب ہے۔ ولادت شب دوشنبہ ۵۸۲ ھ میں ہوئی۔ پیدا ہوتے ہی کلمہ پڑھا، سر سجدے میں رکھ کر تہلیل و تقدیس رب کی۔ عمر شریف ڈیڑھ برس کی ہوئی تو باپ کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا۔ پاکیزہ باطن مادر مہربان کی آغوش محبت میں پروان چڑھتے رہے۔ صاحب کمال معلم ابوحفص کے فیض تعلیم و تربیت نے سلوک و معرفت کا ایسا ذوق پیدا کیا کہ ہمہ وقت یاد الٰہی میں مصروف رہنے لگے۔ مرشد کامل کی تلاش میں اصفہان پہنچے۔ حسن اتفاق سے انھیں دنوں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ وارد اصفہان ہوئے، وہیں حضرت خواجۂ اجمیری سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہوا۔ آپ نے اپنے شیخ کے ساتھ سیر و سیاحت بھی کی، اخیر میں مرشد بر حق نے ارشاد و تبلیغ کے لیے انھیں دہلی میں چھوڑا اور خود اجمیر تشریف گئے۔ شب دوشنبہ ۱۴/ ربیع الاول ۶۳۳ ھ کو یہ چراغ رشد و ہدایت گل ہوگیا۔ سلطان شمس الدین التمش نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرقد انور دہلی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ (خواجہ غریب نواز ص ۱۴۸ تا ۱۵۵ ملخصا از مولانا محمد عاصم گھوسی۔ فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

پتھورا نے ایک شخص کو بھیج کر یہ دریافت کیا کہ آپ نے اس آدمی کو اپنی مریدی میں کیوں قبول نہ کیا؟ حضرت نے فرمایا: میں نے اسے مرید اس لیے نہیں کیا کہ تین چیزیں اس کے اندر ایسی ہیں جو اس سے کبھی جدا نہ ہوں گی۔ اول: یہ بہت بڑا گنہ گار ہے۔ دوم: یہ کہ میرے متبعین سے نہیں ہے اور ہم ایسوں کو اپنی اردات میں نہیں لیتے جو غیروں کے سامنے سر جھکاتا ہے۔ سوم: یہ کہ میں نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہے کہ وہ اس دنیا سے بے ایمان جائے گا۔ جب یہ جواب پتھورا کو بتایا گیا تو اس نے کہا کہ شیخ غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ ہمارے شہر سے نکل جائیں۔ جب حضرت کو یہ بات معلوم ہوئی تو مسکرا کر فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہمارے اور تمھارے درمیان صرف تین دن کی مہلت ہے، اس شہر سے تم جاؤ گے یا ہم۔ اس دوران سلطان محمد شاہ کے لشکر نے اجمیر پر حملہ کیا اور پتھورا کو زندہ گرفتار کر لیا اور وہ شخص جو حضرت سے مرید ہونے آیا تھا اس نے پانی میں ڈوب کر خودکشی کر لی۔ (۱۱)

ہندستان میں قدم رکھنے کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جب دعوت اسلام اور تربیت و اصلاح کی مہم تیز کی اور پروانہ وار لوگ آپ کے گرد اکٹھا ہونے لگے تو پرتھوی راج چوہان اور اس کے ہوا خواہوں کو خواجہ کی یہ مقبولیت اچھی نہ لگی۔ ہر طرح سے آپ کو پریشان کیا گیا۔ آپ کے اوپر مشکلات کے پہاڑ توڑے گئے، لیکن اس مرد حق آگاہ کے پائے ثبات میں تبلیغ اسلام اور اصلاح احوال کے تعلق سے لغزش نہ آئی اور آپ نے اصلاحی مہم اور تیز کر دی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ پتھورا کے ہوا خواہ حضرت خواجہ ہند کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اور اسلام کی بیش بہا دولت سے سرفراز ہوئے۔ اس تعلق سے ذیل کے وقعات دل چسپی سے خالی نہ ہوں گے۔

رام دیو کا قبول اسلام:

اناساگر جس کے گرد و نواح میں ہزاروں بت خانے تھے، جن پر سیکڑوں من تیل اور پھول صرف ہوتے، صبح سے شام تک پرستاروں کا ہجوم رہا کرتا تھا، برہمنوں اور

(۱۱) شہزادی جہاں آرا بیگم، مونس الارواح ص ۷۳، شاہ ابوالخیر اکادمی، بازار چتلی قبر دہلی

پجاریوں کو حضرت کا قیام ناگوار گزار، ایک دن جب راجہ اور اہل شہر کی کثیر تعداد مندروں میں پوجا کے لیے حاضر ہوئی، مہنتوں کا سردار رام دیو مہنت ایک جماعت کثیر کے ساتھ حضرت کی بارگاہ میں آیا۔ حضرت خواجہ کے جمال جہاں آرا پر نظر پڑتے ہی لوگوں کے جسموں پر لرزہ طاری ہوگیا، بید کی طرح کانپنے لگے، حضرت کی نگاہ کیمیا تاثیر نے مہنت کے دل کی کیفیت بدل دی۔ وہ بہ صد خلوص و عقیدت آگے بڑھااور دست حق پرست پر اسلام قبول کرلیا۔

پجاریوں کا سردار رام دیو جو چند ساعت قبل تک کفر و شرک سے نہ صرف آلودہ تھا بلکہ اس باطل فکر و عمل کا مبلغ و ترجمان بھی تھا، اب وہ توحید و رسالت کا اقراری بن چکا تھا۔ ایک جماعت لے کر حضرت خواجہ کو پریشان کرنے آیا تھا، مگر شر پسندوں کا وہی قائد حضرت خواجہ کے دفاع میں سینہ سپر ہوگیااور لکڑی اور پتھر سے معاندین خواجہ کو مار مار کر بھگا دیا۔ حضرت نے رام دیو کی یہ مجاہدانہ خدمت دیکھی تو ازراہ کرم ایک پیالا پانی عطا فرمایا اور پینے کا حکم دیا، پانی پیتے ہی اس کا آئینۂ دل ضلالت و گمراہی کے زنگ سے پاک ہوگیا۔ آب قدح نے آب حیات کا اثر دکھایا۔ بے جان قلب و روح میں زندگی کی توانائی پیدا ہوئی، عشق و ارادت کے فیض عام نے اسے حضرت کے قدموں میں ڈال دیا اور داخل سلسلہ ہوگیا۔ خواجہ نے اس کا نام شادی دیو رکھا۔ (۱۲)

جے پال کا قبول اسلام:

حضرت خواجۂ ہند کی تبلیغی اور اصلاحی مہم کو سرد کرنے کے لیے پرتھوی راج چوہان نے جوگی جے پال کا سہارا لیا۔ اس وقت اس کی جادو گری کا ڈنکا بج رہا تھا، اس نے اپنی سحر انگیزی سے حضرت خواجہ کو مرعوب کرنا چاہا تاکہ تبلیغ اسلام اور عمل اصلاح سے باز آئیں، وہ اس عمل حسن سے باز کیوں آتے، جب کہ اسی کام کے لیے وہ من جانب الرسول ہندوستان پر مامور تھے۔ آخر کار جوگی جے پال اپنا سارا کرتب دکھا کر عاجز ہوگیا، خواجہ اور

(۱۲) ڈاکٹر مولانا محمد عاصم اعظمی، خواجہ غریب نواز، ص ۱۰۱، ۱۰۲، فاروقیہ بک ڈپو دہلی۔

ان کے ساتھیوں کو گزند نہ پہنچا سکا۔ جب اس نے اپنے کرتب کا آخری داو استعمال کرنا چاہا تو حضرت خواجہ سے مخاطب ہو کر کہا:

اب میرا اور تمھارا مقابلہ باقی ہے، بہتر ہے کہ تم فوراً اجمیر چھوڑ دو، ورنہ میں آسمان پہ جاکر تمھارے سر پر اس قدر بلائیں برساؤں گا کہ تمھارا سنبھلنا دشوار ہو جائے گا، حضرت خواجہ نے تعجب سے فرمایا ؎

تو کار زمیں رانکو ساختی   کہ با آسماں نیز پرداختی

جے پال نے ہرن کا مرگ چھالا ہوا میں پھینکا اور اچھل کر اس پر بیٹھ گیا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ فضا میں پرواز کرنے لگا اور نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ لوگ حیران تھے دیکھو اب کیا ہوتا ہے، حضرت نے جے پال کا یہ کرشمۂ سحر اور لوگوں کی حیرت دیکھی تو اپنے نعلین چوبیں (کھڑاؤں) کو حکم دیا کہ جاؤ سرزنش کرتے ہوئے مغرور جے پال کو نیچے اتار لاؤ۔ یہ فرمان سنتے ہی دونوں کفش پرندوں کی طرح فضا میں اڑتے ہوئے نگاہوں سے روپوش ہو گئے، چند ساعت بعد لوگوں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ حضرت کے پاپوش جے پال کے سر کو کوٹتے ہوئے خواجہ کے پاس لے آئے۔ کھڑاؤں کی ضرب نے منکر جے پال کے غرور نخوت کا بت توڑ دیا تھا، روحانی صداقت کے سامنے جادوگری کا فریب تارعنکبوت کی طرح پارہ پارہ ہو چکا تھا، اسے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ درویش کوئی جادوگر نہیں، روحانیت کی غیر متزلزل قوت کا مالک ہے۔ اس کے ادنی حکم سے بے جان پاپوش نہ صرف ہوا میں اڑنے کی صلاحیتوں سے بہرہ مند ہو جاتے ہیں، بلکہ ہندستان کے ماہر فن جادوگر کو بے بس کر کے ذلت و حقارت کے ساتھ زمین پر لانے کی قوت بھی پا جاتے ہیں۔ نگاہوں سے حجابات اٹھ چکے تھے، جے پال نے حضرت کے قدموں میں سر رکھ دیا اور خلوص دل کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ عرض کی، حضور! دعا فرمائیے، میں امر ہو جاؤں، یعنی تا قیامت زندہ رہوں۔ حضرت نے دعا فرمائی: الٰہی اس بندہ کی دعا قبول فرما۔ جب حضرت پر دعا کی قبولیت کا اثر ظاہر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تو نے دائمی زندگی پالی مگر لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے گا۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ مشہور ہے کہ جے پال اب تک اجمیر کے کوہستان

میں رہتا ہے، جو راہ گیر راستہ بھول جاتا ہے، اس کی رہبری کرتا ہے۔ ہر شب جمعہ روضہ مقدس کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ حضرت نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ [۱۳]

پرتھوی راج کو دعوت اسلام:

جب پرتھوی راج کے معتمدین دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے تو خواجہ غریب نواز نے خود پرتھوی راج کو دعوت اسلام پیش کی۔ آپ نے تحریر فرمایا:

اے راجا! تیرا اعتقاد جن جن لوگوں پر تھا، وہ بہ حکم خدا مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر بھلائی چاہتا ہے تو تو بھی مسلمان ہو جا، ورنہ ذلیل و خوار ہو گا۔ سنگ دل پرتھوی راج نے اس دعوت حق کو قبول نہ کیا تو حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا، کچھ دیر کے بعد تفکر سے سر اٹھایا اور فرمایا: اگر یہ بد بخت ایمان نہ لایا تو میں اس کو اسلامی لشکر کے حوالہ زندہ گرفتار کرادوں گا۔ [۱۴]

حضرت خواجہ کی عظمت و فضیلت اور روحانیت کو محسوس کرنے کے بعد بھی پرتھوی راج اسلام کی دولت سے محروم رہا اور لشکر اسلام کے ہاتھوں گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

حضرت خواجہ کی روحانی قوت اور تصرفات و کرامات نے باشندگان اجمیر کو متاثر کیا، نیز آپ کے اصلاحی عمل اور تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے لوگ کثیر تعداد میں شرک و بت پرستی سے توبہ کر کے ایمان و اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے اور حضرت کے ارادت مندوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔

مرشد گرامی حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ [۱۵] سے علاحدگی کے بعد

---

(۱۳) ڈاکٹر مولانا محمد عاصم اعظمی، خواجہ غریب نواز، ص ۱۰۶، ۱۰۷، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی

(۱۴) ڈاکٹر مولانا محمد عاصم اعظمی، خواجہ غریب نواز، ص ۱۰۷، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی

(۱۵) حضرت خواجہ عثمان ہرونی چشتی قدس سرہ العزیز نیشاپور کے قریب علاقہ خراسان ہرون میں پیدا ہوئے۔ سال ولادت میں تذکرہ نگاروں کے درمیان اختلاف ہے، اکثر کے نزدیک سنہ ولادت ۵۳۶ھ / ۱۱۴۱ء ہے، آپ خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی۔ نیشاپور اس وقت علم و فضل کا عظیم مرکز تھا، اس لیے اعلیٰ تعلیم کے لیے اس شہر میں قیام کیا۔ حدیث فقہ، تفسیر اور دیگر علوم و فنون میں مہارت حاصل کی اور جلد ہی بڑے علما میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ خواجہ حاجی

حضرت خواجہ نے مختلف مقامات کی سیاحت کی، حضرت کی سیاحت راہ سلوک کی سخت منزلیں طے کرنے کی خاطر ہوئیں ۔ اس لیے آپ نے انھیں مقامات کا انتخاب کیا جہاں راہ سلوک کے شہسوار اور بحر معرفت کے شناور موجود تھے۔ ان کے فیض صحبت سے آپ خوب خوب سیراب ہوئے۔ اسی دوران آپ کی روحانیت نے اصلاح و تربیت کا کام بھی انجام دیا، جس کی وجہ سے گم گشتہ راہ، راہ یاب ہوئے۔ ذیل کے واقعات آپ کی روحانی اصلاح و تربیت کے دل چسپ شواہد ہیں ۔

یادگار محمد حاکم سبزوار کی توبہ:

حضرت جب سبزوار[16] تشریف لائے، وہاں یادگار محمد نامی ایک حاکم تھا جو درشت مزاج، کثیف طبیعت، فاسق اور رفض میں مشہور تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو برا کہتا اور جس کسی کا نام ابوبکر، عمر اور عثمان ہوتا اس کو سخت تکلیف پہنچاتا اور اس کی بربادی کے درپے ہوجاتا۔ شہر کے نزدیک اس کا ایک باغ تھا۔ وہاں اس نے حوض اور پر تکلف عمارت بنوائی تھی۔ جب وہ اس جگہ آتا تو شراب اور عیاشیوں میں مشغول ہوتا۔

حضرت شیخ معین الدین چشتی قدس سرہ جب سبزوار آئے تو پہلے ہی دن اس باغ میں داخل ہوئے اور اسی حوض میں غسل کیا جو اس باغ میں تھا اور دو رکعت نماز

شریف زندنی چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی، ان کی رہ نمائی میں سلوک کی منزلیں طے کیں ، مجاہدہ اور مکاشفہ نے جب آپ کو مرد کامل بنادیا تو شیخ طریقت نے خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ خلعت و خلافت حاصل کرنے کے بعد حضرت نے بلاد اسلامی کی سیر و سیاحت شروع کی، مجاہدۂ ذکر و فکر برابر جاری رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ ستر سال تک سخت ریاضت و مجاہدہ میں بسر کیا اور اس مدت میں شکم سیر ہوکر نہ کھانا کھاتے، نہ پانی پیتے۔ قرآن حکیم کے حافظ تھے، روزانہ ایک ختم قرآن شریف کی تلاوت فرماتے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے شرف بیعت حاصل ہے۔ قصبہ ہرون نیشاپور خانقاہ عثمانی میں حاضر ہوکر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ پھر خلافت سے سرفراز کیے گئے۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی خدمت خلق اور تبلیغ و ارشاد میں گزاری، اخیر عمر میں مکہ معظمہ تشریف لے گئے، وہیں ۶؍ شوال ۶۰۷ھ کو رحلت فرمائی اور مکہ معظمہ میں جنت المعلیٰ کے قریب دفن ہوئے۔ (مرآۃ الاسرار ص ۵۶۲ از شیخ عبدالرحمن چشتی۔ خواجہ غریب نواز، ص: ۷۳، ۷۴۔ از مولانا محمد عاصم اعظمی)

(۱۶) سبزوار ،ایران کے ایک شہر کا نام۔

پڑھی اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوگئے، اتفاق سے اسی روز یاد گار محمد اس باغ کی طرف متوجہ ہوا، اس درویش نے جو حضرت شیخ معین الدین قدس سرہ کے ساتھ تھا، شیخ مذکور سے عرض کیا کہ امیر کے فرّاش باغ میں آگئے ہیں، ان کے بعد وہ بھی آئے گا۔ مصلحت اسی میں ہے کہ آپ اس باغ سے باہر نکل آئیں کہ وہ ایک قوی اور ظالم شخص ہے، حضرت شیخ نے ان کے کہنے پر کوئی توجہ نہ کی اور اس سے فرمایا کہ اس سرو کے سائے میں بیٹھ جاؤ جو حوض کے قریب ہے۔ اسی اثنا میں یاد گار محمد کے فراش آگئے اور انھوں نے اس کا خاص غالیچہ حوض کے کنارے بچھادیا اور شیخ کی دہشت اور بزرگی کی وجہ سے وہ ان کو نہ اٹھاسکے اور نہ منع کر سکے۔ اسی اثنا میں یاد گار محمد آگیا۔ حضرت شیخ نے اپنی جگہ سے حرکت کی، جب اس کی نظر حضرت شیخ پر پڑی تو اس کے جسم میں لرزہ پیدا ہوگیا اور اس کے چہرے کا رنگ متغیّر ہوگیا۔ حضرت شیخ کی بزرگی و شان کی وجہ سے اس کے تمام مصاحبوں اور ہم نشینوں پر دہشت چھاگئی اور اس نے لرزاں و ترساں غالیچہ کو دور پھینک دیا اور وہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا، حضرت شیخ نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھا۔ وہ ذرا سی دیر میں بے طاقت ہوگیا اور گر پڑا۔ جب حاضرین نے یہ واقعہ دیکھا تو سب نے زمین پر سر رکھ دیے، حضرت شیخ نے اپنے درویش سے فرمایا کہ تھوڑا سا پانی حوض سے لے اور اس کے چہرے پر چھڑک، درویش مذکور نے شیخ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا، کچھ دیر بعد یاد گار محمد کو ہوش آیا، اس نے زمین پر سر رکھ دیا۔ حضرت شیخ نے بلند آواز سے فرمایا کہ تو نے توبہ کی؟ اس نے نہایت عاجزی سے جواب دیا کہ میں نے توبہ کی۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ وہ برا عقیدہ (رفض) جو رکھتا تھا، اس کو چھوڑ دیا؟ اس نے کہا خدا کی قسم چھوڑ دیا۔ نہیں معلوم کہ اس نے کیا دیکھا کہ یک بارگی ڈر گیا، کانپا اور بے ہوش ہوگیا۔

اس کے بعد حضرت شیخ معین الدین نے فرمایا کہ وہ وضو کرے اور توبہ کے شکرانے کی دو رکعت نماز پڑھے، اس نے ایسا ہی کیا، شیخ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور ان

کے ہاتھ پر بیعت کی اور مرید ہوگیا۔ اس کے تمام مصاحبوں نے بھی اسی طرح توبہ کی۔ (١٧)

بیعت سے سرفراز ہونے کے بعد یاد گار محمد نے تمام سامان اور نقدی جو اس کے ملک میں تھا، حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت نے فرمایا:

تمام دشمنوں کو خوش کر اور جس کسی سے جو کچھ ظلم و تشدد سے حاصل کیا ہے، وہ اس کو واپس کر دے تا کہ حق سبحانہ تعالیٰ تیری توبہ کو استقلال و دوام عطا فرمائے اور تجھ پر رحمت کی نظر کرے۔ (١٨)

(اس کا رد عمل یہ ہوا کہ یاد گار محمد نے) تمام کنیزوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا اور جو کچھ ان سے متعلق دیکھا، وہ بھی ان کو بخش دیا، اس کی دو بیویاں تھیں دونوں کو طلاق دے دی اور دل وجان سے حضرت شیخ کی محبت و الفت و اتحاد و اعتقاد کی نذر کر دیے اور واصلان حق سے ہوا۔

اولیاے کرام کو پرور دگار عالم نے بندوں کی اصلاح و تربیت کے ایسے ایسے گر عطا فرمائے ہیں جو عام انسانوں کی سمجھ سے بالا تر ہیں۔ یاد گار محمد کو ایک نظر کیمیا اثر نے رفض سے توبہ کرنے پر مجبور کیا اور ذیل کی عبارت میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ پرندے کی ایک بھنی ہوئی ران کھلا کر اصلاح حال فرمائی، واقعہ یوں ہے۔

حکیم ضیاء الدین کی اصلاح حال:

حضرت خواجہ سبزوار سے بلخ آئے اور حضرت شیخ احمد خضرویہ کی خانقاہ میں چند ماہ قیام فرمایا۔ وہاں مولانا ضیاء الدین بلخی تھے۔ مولانا کو علم تصوف پر بالکل اعتماد و اعتقاد نہ تھا، چناں چہ وہ اکثر اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے کہ علم تصوف ہذیان ہے کہ جو تپ زدہ اور مسلوب العقل بکا کرتے ہیں اور اس نیک بخت گروہ کے حق میں سوائے گالیاں دینے کے کچھ نہ کہتے تھے۔ اتفاق سے حضرت خواجہ کا گزر اس گاؤں سے ہوا، جہاں حکیم ضیاء الدین درس دیتے تھے، وہاں تیر سے ایک کلنگ کو شکار کیا اور چاہا کہ اس کے کباب

---

(١٧) حامد بن فضل اللہ جمالی / ترجمہ ایوب قادری، سیر العارفین، ص ٩، ١٠، ١١ اردو سائنس بورڈ، لاہور

(١٨) حامد بن فضل اللہ جمالی / ترجمہ ایوب قادری، سیر العارفین، ص ١١، اردو سائنس بورڈ لاہور

بنائیں اور کام میں لائیں ، حضرت نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور خادم کو حکم دیا کہ آگ جلائے اور کباب تیار کرے، خود نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

اتفاق سے مولانا حکیم ضیاء الدین کا اس طرف سے گزر ہوا، دیکھا کہ ایک درویش نماز میں مشغول ہیں اور ان کا خادم کلنگ کے کباب بنا رہا ہے۔ مولانا بھوکے تھے انھوں نے چاہا کہ کچھ دیر اس درخت کے نیچے جہاں حضرت زبدۃ المشائخ (خواجہ غریب نواز) مشغول عبادت تھے قیام کریں اور کباب میں سے چند لقمے کھائیں ۔ جب حضرت خواجہ نماز سے فارغ ہوئے تو حکیم ضیاء الدین کی یہ مجال نہ تھی کہ ان کے قدموں پر اپنا سر نہ رکھیں ، لیکن تکلف سے انھوں نے اپنے کو باز رکھا، سلام کیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گئے، اسی وقت حضرت زبدۃ المشائخ کے خادم نے کباب پیش کیا، حضرت شیخ نے 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' پڑھی اور اس کلنگ کی ایک ران علاحدہ کی اور مولانا ضیاء الدین حکیم کے سامنے رکھ دی اور دوسری ران میں سے کچھ گوشت کاٹا اور خود تناول فرمایا۔ مولانا ضیاء الدین نے جب اس کباب میں سے ایک لقمہ اٹھایا اور کھایا تو فوراً اس لقمے کے اثر سے ان کے سینے میں ظلمت فلسفیانہ کا جو رنگ تھا، اس کی جگہ اسرار معرفت کے انوار رونما ہو گئے۔ چناں چہ مولانا اس نور کے ظاہر ہونے کے بعد از خود رفتہ ہو گئے، کچھ دیر بعد حضرت زبدۃ االمشائخ نے اپنا پس خوردہ ان کے منہ میں ڈال دیا، جس سے مولانا ہوش میں آ گئے۔ جب مولانا کو اسرار وحدت کی روشنی حاصل ہوئی تو انھوں نے اپنا تمام فلسفیانہ کتب خانہ دریا میں ڈال دیا اور اپنے آپ کو دنیاوی ساز و سامان سے آزاد کر لیا اور ان کے مرید ہو گئے اور ان کے تمام شاگرد بھی حضرت خواجہ بزرگ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ (خواجہ بزرگ نے) مولانا ضیاء الدین کو اس جگہ متعیّن کر دیا اور خود غزنین کی طرف روانہ ہو گئے۔ (۱۹)

(۱۹) حامد بن فضل اللہ جمالی / ترجمہ ایوب قادری سیر العارفین ، ص۱۱-۱۲ ،اردو سائنس بورڈ، لاہور

صوفی حمید الدین ناگوری کی توبہ:

حضرت صوفی حمید الدین ناگوری [٢٠] حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ خلفا میں سے ہیں، آپ کی جوانی کے ابتدائی ایام روش زمانہ کے مطابق لا ابالی پن میں گذرے، لیکن حضرت خواجہ بزرگ کی نگاہ کیمیا اثر نے اصلاح و تربیت کا وہ کارنامہ انجام دیا کہ ان کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو گیا اور آزادی ترک کر کے راہ راست اختیار کر لی۔

سیر العارفین میں ہے:

وہ (صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ) ابتدائی زمانے میں بہت پریشان حال تھے، وہ نہایت خوب صورت تھے، چناں چہ جو عورت ان کو دیکھتی تھی، فریفتہ ہو جاتی تھی۔ جب انھوں نے حضرت معین الملۃ والدین کی صحبت پائی تو تائب ہو گئے، توبہ کر لینے کے بعد ان کے ہم نشینوں نے پھر فسق و فجور کی طرف بلایا، انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے کمر بند کو اتنا مضبوط باندھ لیا ہے کہ معلوم نہیں کہ بہشت کی حوروں پر بھی کھولوں یا نہیں۔ انھوں نے تائب ہونے کے بعد حضرت شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی اور یک بارگی ترک و تجرید اختیار کر لی اور جو کچھ ان کی ملکیت میں تھا، فقرا کو دے دیا۔ [٢١]

حضرت خواجہ بزرگ کی اصلاحی سرگرمیوں نے باشندگان ہند کے اندر اسلامی روح پھونک دی اور کج روی سے دور رکھا۔ گویا ہندستان کے اندر جو کچھ بھی اصلاحی انقلاب بر

---

(٢٠) آپ کی کنیت ابو احمد، نام حمید الدین، لقب سلطان التارکین اور صوفی ہے، آپ کا سلسلہ، نسب سعید بن زید بن عمرو قریشی سے ملتا ہے، جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے، آپ عشرۂ مبشر میں سے تھے، صوفی صاحب کے والد سلطان معز الدین محمد غوری کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں سکونت اختیار کر لی۔ سلطان التارکین کا بیان ہے کہ فتح دہلی کے بعد مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والا سب سے پہلا بچہ میں ہی ہوں۔ آپ نے طویل عمر پائی۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے زمانہ سے لے کر شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا کے آغاز کا عہد دیکھا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ تحریر و تقریر میں قدم راسخ رکھتے تھے، تصوف میں شان عالی کے مالک تھے، قواعد طریقت میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ تصنیفات میں "اصول الطریقہ" بہت مشہور ہے۔ صحیح قول کے مطابق آپ کی وفات ٢٩/ ربیع الآخر ٦٧٣ھ میں ہوئی، مزار پر انوار ناگور میں ہے۔

(٢١) حامد بن فضل اللہ جمالی، سیر العارفین، ص ١٥، اردو سائنس بورڈ، لاہور

پا ہوا وہ حضرت خواجہ غریب نواز کی جہد مسلسل اور آپ کے خلفا کی سعی پیہم کا نتیجہ ہے۔ آپ ہی کے عہد زریں میں اجمیر کی سیاسی مرکزیت ختم ہوگئی اور دہلی پورے طور پر ہندوستان کا دار السلطنت قرار پایا۔ آپ نے رشد وہدایت اور اصلاح وتربیت کے لیے اپنے احب خلفا میں سے حضرت قطب الدین بخت یار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی کی ذمہ داری سونپی اور حضرت صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کو ناگور کے محاذ پر تعینات کیا اور خود اجمیر کو اپنا مستقر باقی رکھا جہاں سے اسلام کی تعلیمات لوگوں تک پہنچائیں، جس کا اثر یہ ہوا کہ اہل وطن دامن اسلام سے وابستہ ہونے لگے اور ان کی تربیت نے وابستگان کے اندر وہ اسلامی جذبہ پیدا کیا کہ انھوں نے بقیہ عمر اسلام کی دعوت و اشاعت اور بندگان خدا کی تربیت واصلاح میں گزار دی اور بڑی کامیابی وکامرانی کے ساتھ راہی ملک بقا ہوئے۔

بزرگوں کے ملفوظات وارشادات بھی رشد وہدایت اور اصلاح و تربیت کا اہم ذریعہ ہوتے ہیں، اس لیے خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا ایک حسین انتخاب دیدۂ ودل کی تازگی کے لیے پیش ہے۔ آپ کے ملفوظات کا مجموعہ "دلیل العارفین" کے نام سے آپ کے خلیفہ ارشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے مرتب کیا ہے۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے اور کم یاب ہے، میرے سامنے اس کا اردو ترجمہ ہے جس پر مترجم کا نام مرقوم نہیں۔ دلیل العارفین کے تعلق سے اہل علم کی مختلف رائیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اس کا انتساب ان کی طرف صحیح نہیں۔ مگر شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی [۲۲] رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار الاخیار" میں جہاں حضرت خواجہ غریب نواز

---

(۲۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد میں جس بزرگ نے سب سے پہلے سرزمین ہند پر قدم رکھا وہ آغا محمد ترک تھے، آغا محمد بخارا کے رہنے والے تھے۔ تیرہویں صدی عیسویں میں جب مغلوں نے وسط ایشیا میں آگ وخون کا ہنگامہ برپا کیا تو وہ اپنے وطن کے حالات سے بددل ہوکر ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ آپ کے ایک سو ایک بیٹے تھے، ایک سانحہ میں سولڑکے انتقال کر گئے، صرف بڑے صاحب زادے معز الدین بچے۔ آپ اپنے والد کے ہم راہ دہلی

رحمۃ اللہ علیہ کا سوانحی خاکہ بہت ہی مختصر انداز میں کھینچا ہے وہیں ان کے ملفوظات قدرے تفصیل سے پیش کیے ہیں، اس سے ان کے ملفوظات کا اعتبار ان کے نزدیک بحال نظر آتا ہے۔ اس کتاب میں حضرت خواجۂ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارہ مجلسوں کے ملفوظات و ارشادات ہیں، جس میں صوفیانہ اسرار و رموز اور دینی احکام و مسائل مثلاً: طہارت، نماز، صدقہ، شریعت و طریقت، عظمت قرآن، عظمت والدین، علما کا مرتبہ، زیارت کعبہ کا ثواب، قدرت الٰہی، وظیفہ پر مداومت، نیک صحبت، مراتب سلوک، محبت میں صادق کون، قدرت الٰہی، فضائل سورۂ فاتحہ، توکل عارفان، ملک الموت، پیر کے حکم کی بجاآوری، پیر اور مرید کا رشتہ، عذاب قبر، قبرستان کی تعظیم و توقیر، گناہ کبیرہ، عبادت، عبادت اہل سلوک، توبہ

آگئے، ان کے ایک فرزند شیخ موسیٰ تھے جو بڑی شہرت کے حامل تھے، شیخ موسیٰ کے کئی بیٹے تھے ان میں شیخ فیروز سب سے امتیازی حیثیت کے مالک تھے، بہرائچ کے کسی معرکے میں شہید ہوگئے، ان کے لڑکے سعد اللہ کے دو بیٹے تھے، شیخ رزق اللہ، شیخ سیف الدین۔ شیخ سیف الدین کے صاحب زادے شیخ عبد الحق محدث دہلوی تھے، ماہ محرم ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت والد ماجد کے زیر سایہ حاصل کی، متوسطات بھی انھیں سے پڑھی، اس کے بعد مکان سے دو میل کے فاصلے پر ایک مدرسہ میں جاکر علمی تشنگی بجھانے لگے۔ ماوراء النہر کے علما سے بھی استفادہ کیا، تحصیل علم کے بعد حجاز مقدس کا سفر کیا، مکہ معظمہ کے محدثین سے بخاری اور مسلم کا درس لیا، حجاز سے واپس آتے ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا اور آخر عمر تک جاری رہا۔ آپ کا مدرسہ ہندوستان گیر شہرت کا حامل تھا۔ سب سے پہلے شیخ نے اپنے والد کی بیعت کی، اس کے بعد والد گرامی کے حکم سے حضرت موسی گیلانی کے حلقۂ مریدین میں شامل ہوگئے۔

سید موسی گیلانی سلسلۂ عالیہ قادریہ کے بزرگ تھے اور سید عبد الحامد معروف بہ حامد گنج بخش (م ۹۷۸ھ / ۱۵۷۰ء) کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت موسیٰ گیلانی نے آپ کو خلافت سے نوازا، شیخ عبد الوہاب متقی اور خواجہ محمد باقی نے بھی ارادت و خلافت عطا فرمائی۔ لیکن آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ کی دینی خدمات بے شمار ہیں، مہدوی تحریک، علمائے سوا اور گم راہ صوفیہ سے ہمیشہ متصادم رہے۔ گیارہویں صدی ہجری میں جب کہ شمالی ہند میں علم حدیث تقریباً اٹھ چکا تھا، آپ نے علم حدیث کی شمع روشن کی اور مختلف علوم و فنون میں ترسٹھ تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ۲۱/ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو چورانوے سال کی عمر میں بادشاہ علم و فضل ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو گیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ (انتخاب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ از مولانا محمد عارف اللہ فیضی مصباحی۔ المجمع الاسلامی، مبارک پور)

اور تنہائی پر اختصار کے ساتھ بڑے عمدہ اشارے اور کنائے فرمائے ہیں جو بندگان خدا کی اصلاح اور تربیت کے لیے گہرہائے گراں مایہ ہیں۔

طہارت:

☆ (وضو میں) ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا سنت ہے، چناں چہ حدیث میں ہے: ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا میری سنت ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی بھی یہی سنت ہے۔ اس پر زیادہ ستم ہے (۲۳)

☆ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کرتے وقت ہاتھ دو مرتبہ دھوئے۔ جب نماز ادا کر چکے تو اسی رات رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں کہ مجھے تو تعجب ہے کہ تمھارے وضو میں کمی رہ جائے۔ خواجہ صاحب اس ہیبت سے جاگ پڑے، پھر تازہ وضو کر کے نماز ادا کی۔ کفارہ کے لیے سال بھر پانچ سو رکعت بطور وظیفہ کے روزانہ ادا کی۔ (۲۴)

☆ جب آدمی رات کو باطہارت سوتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ فرشتے اس کے ہم راہ رہیں، وہ صبح تک اللہ تعالی سے یہی التجا کرتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو بخش دے، کیوں یہ باطہارت سویا ہے۔ (۲۵)

☆ جب آدمی باطہارت سوتا ہے تو فرشتے اس کی جان عرش کے نیچے لے جاتے ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ اسے نوری خلقت پہنا دو، جب وہ سجدہ کر چکتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ اسے واپس لے جاؤ کیوں کہ یہ نیک بندہ ہے جو باطہارت سویا ہے اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے، اس کی جان کو پہلے ہی آسمان سے واپس کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس لائق نہیں کہ اسے لے جایا جائے، ایسا آدمی اللہ کو سجدہ کرنے والا نہیں۔ (۲۶)

---

(۲۳) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری)، مجلس: ۱ص: ۳، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۲۴) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس: ۱ص: ۳، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۲۵) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس: ۱ص: ۳، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۲۶) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس: ۱ص: ۳، مکتبہ: جام نور، دہلی

نماز:

نماز ایک امانت ہے، جو اللہ تعالی نے بندوں کے سپرد کی ہے تو بندوں پر واجب ہے کہ امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں۔ جب لوگ نماز اچھی طرح ادا کرتے ہیں اور اس کے تمام حقوق بجالاتے ہیں، رکوع و سجود اور قراءت و تسبیح کو محفوظ رکھتے ہیں تو فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں پھر اس نماز سے نور شائع ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، جب وہ نماز عرش سے نیچے لائی جاتی ہے تو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور نماز ادا کرنے والے کے لیے بخشش مانگ، کیوں کہ وہ تیرے حقوق اچھی طرح بجالایا۔ پھر خواجہ صاحب روئے اور فرمایا کہ یہ تو اچھی نماز ادا کرنے والوں کے حق میں ہے۔ لیکن جو ارکان نماز بخوبی ملوظ نہیں رکھتے، جب ان کی نماز کو فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں تو آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور حکم ہوتا ہے کہ اس نماز کو لے جاکر اسی نمازی کے سر پر مار دو پھر نماز زبان حال سے کہتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے، خدا تجھے ضائع کرے۔

☆ فرمایا: ایک مرتبہ میں شام کے قریب ایک شہر میں تھا... اس کے باہر ایک غار تھا جس میں ایک بزرگ شیخ اوحد محمد الواحد غزنوی رہتے تھے اور جن کے وجود مبارک پر چمڑا ہی چمڑا تھا، سجادہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور دو شیر ان کے پاس کھڑے تھے، میں شیروں کے ڈر کے مارے پاس نہ جاسکتا تھا، جب ان کی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرمایا: آجاؤ، ڈرو نہیں۔ جب میں پاس گیا تو آداب بجالایا اور بیٹھ گیا۔

پہلی بات جو بزرگ نے مجھ سے کی وہ یہ ہے کہ اگر تو کسی کا ارادہ نہ کرے گا تو وہ تیرا بھی ارادہ نہ کرے گا، یعنی شیر کی کیا ہستی ہے کہ تو اس سے ڈرتا ہے، پھر فرمایا کہ جب تیرے دل میں خدا کا خوف ہو گا تو تمام تجھ سے ڈریں گے، شیر کی کیا حقیقت ہے، وہ لوگوں سے بھی نہیں ڈرے گا، اس قسم کی بہت سی باتیں بیان فرمائیں، پھر پوچھا کہاں سے آنا ہوا، عرض کی بغداد سے، فرمایا: آنا مبارک ہو، لیکن لازم ہے کہ درویشوں کی خدمت کرے تاکہ بزرگ بن جائے، لیکن سنو! مجھے اس غار میں رہتے ہوئے کئی سال گزر گئے اور تمام

خلقت سے گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کی ہے۔ لیکن تیس سال سے ایک چیز کے سبب رو رہا ہوں۔ اس ڈر سے دن رات روتا ہوں۔ میں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا: جب میں نماز ادا کرتا ہوں تو اپنے آپ کو دیکھ کر روتا ہوں کہ اگر ذرا بھی شرط نماز ادا نہ ہوئی تو سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔ اسی وقت فرشتے یہ طاعت میرے منہ پر دے ماریں گے۔ تو اے درویش اگر تو نماز کے حق سے عہدہ برآ ہو تو واقعی تو نے بڑا کام کیا ہے، نہیں تو اپنی عمر ضائع کرے گا۔ پھر حدیث بیان فرمائی: رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے نزدیک کوئی گناہ دنیا میں اور کوئی دشمن قیامت میں اس سے بڑھ کر نہیں کہ نماز کو باشرائط ادا نہ کیا جائے۔ میرے بدن پر جو ہڈیاں اور چمڑا دکھائی دیتا ہے یہ اسی کے سبب ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا مجھ سے نماز کا حق ادا ہوا بھی ہے یا نہیں...

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: اے درویش! نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے جب ستون قائم ہو گا تو گھر بھی قائم رہے گا، جب ستون نکل جائے گا، تو چھت فوراً گر پڑے گی۔ چوں کہ اسلام اور دین کے لیے نماز بمنزلہ ستون ہے۔ جب نماز کے اندر فرض سنت، رکوع اور سجود میں خلل آئے گا، تو حقیقت اسلام اور دین وغیرہ خراب ہو جائیں گے۔ (۲۷)

☆ وہ کیسے مسلمان ہیں جو نماز وقت پر ادا نہیں کرتے اور اس قدر دیر کرتے ہیں کہ وقت گذر جاتا ہے، اس کی مسلمانی پر بیس ہزار افسوس جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ (۲۸)

☆ فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایسے شہر سے ہوا جہاں پر رسم تھی کہ وقت سے پہلے نماز کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ تم سب وقت سے پہلے ہی تیار ہو جاتے ہو۔ کہا سبب یہ ہے کہ وقت ہو فوراً نماز ادا کر لیں، جب تیار نہ ہوں گے تو شاید وقت گذر جائے، پھر یہ منہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو کس طرح دکھا

(۲۷) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس: ۲ ص: ۷-۸، مکتبہ: جام نور، دہلی
(۲۸) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس: ۳ ص: ۱۰، مکتبہ: جام نور، دہلی

سکیں گے، کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عجلوا بالتوبة قبل الموت وعجلوا بالصلوٰة قبل الفوت.

مرنے سے پہلے توبہ کے لیے جلدی کرو اور فوت ہونے سے پہلے نماز کے لیے جلدی کرو[29]

☆ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے صبح کی نماز قضا ہوگئی تو اس قدر روئے کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ آواز آئی اے بایزید! تو اس قدر آہ و زاری کیوں کرتا ہے؟ اگر صبح کی ایک نماز فوت ہوگئی تو ہم نے تیرے اعمال میں ہزار نماز کا ثواب لکھ دیا ہے۔[30]

☆ جو شخص پانچوں (وقت کی) نمازیں باوقت ادا کرتا ہے، وہ قیامت کے دن اس کی رہ نما بنتی ہیں۔

☆ پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کی نماز نہیں، اس کا ایمان نہیں۔[31]

عظمت والدین:

والدین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو فرزند دوستی خدا سے اپنے والدین کا چہرہ دیکھتا ہے، اس کے نامۂ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ ایک فاسق اور بدکار جوان فوت ہوا، تو اس نے خواب میں دیکھا کہ حاجیوں کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہے، لوگوں کو تعجب ہوا۔ سبب دریافت کیا۔ کہا: میری بڑھیا ماں تھی۔ جب میں گھر سے نکلتا، اس کے قدموں پر سر رکھ دیتا، ماں دعا دیتی کہ اللہ تجھے بخشے اور حج کا ثواب تیرے نصیب کرے، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کرلی اور مجھے بخش دیا، اب میں حاجیوں کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہوں۔[32]

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ یہ مرتبہ آپ کو کس طرح

---

(۲۹) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۳ ص:۱۱، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۳۰) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۳ ص:۱۱ مکتبہ: جام نور، دہلی

(۳۱) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۳ ص:۱۱، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۳۲) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۵ ص:۲۰، مکتبہ: جام نور، دہلی

حاصل ہوا، تو فرمایا: میں ابھی سات سال کا تھا کہ مسجد میں استاد سے قرآن مجید پڑھنے جایا کرتا تھا، جب اس آیت پر پہنچا: وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ تو استاد سے اس کا مطلب پوچھا۔ فرمایا حکم الٰہی ہے کہ جس طرح میری خدمت بجالاتے ہو، والدین کی بھی خدمت بجالاؤ۔ استاد سے یہ سنتے ہی بستہ باندھ کر گھر گیا اور ماں کے قدموں پر سر رکھ دیا کہ اے ماں! میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے کچھ مانگ، میں کماحقہ تیری خدمت بجالاؤں گا۔ جب والدہ سے یہ درخواست کی تو انھوں نے رحم کھا کر دوگانہ ادا کرنے کے بعد میرا ہاتھ قبلہ رخ ہو کر سونپا، یہ دولت مجھے وہاں سے نصیب ہوئی جس کا سبب والدہ کی دعا تھی۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ موسم سرما میں رات کے وقت میری ماں نے پانی مانگا۔ میں نے کوزہ بھرا اور ہاتھ پر رکھ کر حاضر ہوا، لیکن والدہ سو گئیں، میں نے نہ جگایا، چناں چہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوئیں تو مجھے کوزہ لیے کھڑا دیکھا، جب مجھ سے کوزہ لیا تو سردی کے مارے میرا ہاتھ کوزہ سے چپکا ہوا تھا، کوزہ کے ساتھ ہی میرے ہاتھ کا چمڑا اکھڑ گیا۔ ماں نے ترس کھا کر میرا سر بغل میں لیا اور چھاتی سے لگا کر بوسہ لیا اور کہا۔ اے جان مادر! تو نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ کہہ کر میرے حق میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخشے۔ میری ماں کی دعا قبول ہوئی اور یہ سب دولت اسی دعا کی بدولت نصیب ہوئی۔ (۳۳)

عظمت قران:

قرآن شریف کو دیکھنا ثواب ہے، جو شخص کلام اللہ شریف کی طرف دیکھتا ہے یا پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا کہ اسے دو ثواب دو، ایک قرآن شریف پڑھنے کا، دوسرا قرآن شریف دیکھنے کا، اور ہر حرف کے بدلے میں اسے دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔ (۳۴)

پہلے زمانے میں ایک فاسق جوان تھا، جس کی بدکاری سے لوگوں کو نفرت آتی

---

(۳۳) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۵ ص:۲۰، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۳۴) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۵ ص:۲۱، مکتبہ: جام نور، دہلی

تھی۔ لوگ اسے بہت منع کرتے، لیکن ایک نہ سنتا۔ الغرض جب وہ مرگیا تو اسے خواب میں دیکھا کہ سر پر تاج رکھے، خرقہ پہنے فرشتوں کے ہم راہ بہشت میں جارہا ہے، اس سے پوچھا گیا کہ تو تو بدکار تھا، یہ دولت کہاں سے نصیب ہوئی؟ جواب دیا کہ دنیا میں مجھ سے ایک نیکی ہوئی، وہ یہ کہ جہاں کہیں قرآن شریف دیکھ لیتا، کھڑے ہو کر بڑی عزت کی نگاہ سے اسے دیکھتا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی بدولت بخش دیا اور یہ درجہ عنایت فرمایا۔[۳۵]

علما کا مرتبہ:

اگر کوئی شخص علما کی طرف دیکھے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کے لیے بخشش مانگتا رہتا ہے۔ جس دل میں علما و مشائخ کی محبت ہو، ہزار سال کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ اگر وہ اسی اثنا میں مرجائے تو اسے علما کا درجہ ملتا ہے اور اس مقام کا نام ''علیین'' ہے۔ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص علما سے آمد و رفت رکھے اور سات دن ان کی خدمت کرے، اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے، ایسی نیکی کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو کھڑے ہو کر (نفل میں) گزار دے۔[۳۶]

زیارت کعبہ ثواب:

خانہ کعبہ کا دیکھنا کار ثواب ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کرے گا، وہ عبادت میں داخل ہوگا۔ اس کی زیارت سے ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور اسے اولیا کا درجہ نصیب ہوگا۔[۳۷]

پیر اور مرید کا رشتہ:

اپنے پیر کو دیکھنا اور ان کی خدمت کرنا کار ثواب ہے، حضرت خواجۂ اجمیری اپنے پیر حضرت عثمان ہارونی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، جو شخص اپنے پیر کی

---

(۳۵) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۵ ص:۲۱، مکتبہ: جام نور، دہلی
(۳۶) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۵ ص:۲۲، مکتبہ: جام نور، دہلی
(۳۷) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۵ ص: ۲۲، مکتبہ: جام نور، دہلی

خدمت کما حقہ ایک دن بجالائے، اللہ تعالیٰ بہشت میں مرواریدی ہزار محل اسے عنایت کرے گا اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ مرید کو لازم ہے کہ جو کچھ پیر کی زبان سے سنے، اس پر بڑی کوشش سے عمل کرے اور پیر کی خدمت بجالائے اور حاضر خدمت رہے۔ اگر متواتر خدمت بجانہ لاسکے تو کم از کم ایک بار کی ضرور کوشش کرے۔ (۳۸)

جس نے کچھ پایا خدمت سے پایا، مرید کو چاہیے کہ پیر کے فرمان سے ذرہ برابر بھی تجاوز نہ کرے اور جو کچھ اسے نماز، تسبیح اور اوراد وغیرہ کی بابت فرمائے، گوش ہوش سے سنے اور اسے بجالائے تاکہ کسی مقام پر پہنچ سکے، کیوں کہ پیر مرید کا سنوارنے والا ہے۔ پیر جو کچھ فرمائے گا، وہ مرید کے کمال کے لیے ہی فرمائے گا۔ (۳۹)

فضیلت سورۂ فاتحہ:

سورۂ فاتحہ کو حاجت براری کے لیے بہ کثرت پڑھنا چاہیے۔ حدیث میں ہے کہ جسے کوئی مشکل پیش آئے وہ حسب ذیل طریقہ سے سورۂ فاتحہ پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ ۔ یعنی رحیم کی میم کو لام سے ملائے اور آمین کے وقت تین مرتبہ آمین کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کو حل کردے گا۔ (۴۰)

سورۂ فاتحہ تمام دردوں اور بیماریوں کے لیے شفا ہے، جو بیماری کسی علاج سے درست نہ ہو، وہ صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ بسم اللہ اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے سے دور ہوجاتی ہے۔ اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: الفاتحة شفاء من كلِ داءٍ یعنی سورہ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے۔ (۴۱)

---

(۳۸) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۵ ص:۲۲، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۳۹) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۱ ص:۲، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۴۰) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۷ ص:۲۷، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۴۱) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۷ ص:۲۸، مکتبہ: جام نور، دہلی

ورد پر مداومت:

فرمایا: جو شخص ورد مقرر کرے، اسے روزانہ پڑھنا چاہیے، دن کو اگر نہ ہو سکے تو رات کو ضرور پڑھے۔ مولانا رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے سے گر پڑے، جس سے پاؤں میں چوٹ آگئی، جب گھر آئے تو سوچا کہ یہ بلا مجھ پر کہاں سے آئی، یاد آگیا کہ صبح کی نماز میں سورۂ یٰسٓ پڑھا کرتا تھا، وہ آج نہیں پڑھی۔ (۴۲)

اسی موقع سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ "خواجہ عبد اللہ مبارک" سے ایک مرتبہ وظیفہ نہ ہو سکا، اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے عبد اللہ! جو عہد تو نے ہم سے کیا تھا، شاید تو بھول گیا ہے، یعنی وظیفہ تو نے آج نہیں پڑھا۔ (۴۳)

شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت:

فرمایا: راہ شریعت پر چلنے والوں کی ابتدا یہ ہے کہ جب لوگ شریعت پر ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور شریعت کے تمام فرمان بجالاتے ہیں اور ان کے بجالانے میں ذرہ برابر بھی تجاوز نہیں کرتے تو اکثر وہ دوسرے مرتبہ پر پہنچتے ہیں جسے طریقت کہتے ہیں۔ اس کے بعد جب مع شرائط طریقت پر ثابت قدم ہوتے ہیں اور تمام احکام شریعت بے کم و کاست بجالاتے ہیں تو معرفت کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں، جب معرفت کو پہنچتے ہیں تو شناسائی کا مقام آجاتا ہے، جب اس مقام پر بھی ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو درجۂ حقیقت کو پہنچتے ہیں۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر جو کچھ طلب کرتے ہیں، پالیتے ہیں۔ (۴۴)

سلوک اور مراتب سلوک:

فرمایا: مشائخ نے سلوک کے سو درجے مقرر کیے ہیں۔ ان میں سے سترہواں مرتبہ کشف و کرامت کا ہے۔ جو شخص اس سترہویں درجے میں اپنے آپ کو ظاہر کر دے،

---

(۴۲) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۸ ص:۳۰، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۴۳) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۸ ص:۳۱، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۴۴) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۲ ص: ۷، مکتبہ: جام نور، دہلی

وہ باقی تراسی کس طرح حاصل کرے گا۔ سالک کو چاہیے کہ جب تک سویں مرتبہ پر نہ پہنچ جائے اور اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔ (۴۵)

خواجگان چشت کے خاندان میں بعض نے پندرہ درجے مقرر کیے ہیں، جن میں پانچواں کشف و کرامت کا ہے، ہمارے خواجگان فرماتے ہیں کہ جب تک پندرہویں درجے تک نہ پہنچ جائے، اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔ پھر کامل ہو گا۔ (۴۶)

ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے مناجات کے وقت یہ الفاظ کہے "کیف السلوك علیك" آواز آئی۔ اے بایزید طلق نفسك ثلثا و قل هو الله احد یعنی پہلے اپنے آپ کو تین طلاق دے، پھر ہماری بات کر۔ (۴۷)

فرمایا: جب تک آدمی راہ سلوک میں پہلے دنیا و مافیہا اور پھر اپنے آپ کو نہ چھوڑے، وہ اہل سلوک میں داخل ہی نہیں ہو سکتا اور نہ ان میں کا ہوتا ہے۔ اگر اس کی یہ حالت نہ ہو تو سمجھو کہ جھوٹا ہے۔ (۴۸)

صحبت نیکاں:

فرمایا: حدیث شریف میں آیا ہے "الصحبة تو ثر" یعنی صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو امید ہے کہ وہ نیک ہو جائے گا اور اگر نیک شخص بدوں کی صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جائے گا۔ کیوں کہ جس کسی نے کچھ حاصل کیا، صحبت سے حاصل کیا اور جو نعمت حاصل ہوئی، وہ نیکوں سے حاصل ہوئی۔ (۴۹)

عارفوں کا توکل:

فرمایا: عارفوں کا توکل یہ ہے کہ ان کا توکل سوائے خدا کے کسی پر نہ ہو اور نہ کسی

---

(۴۵) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری)، مجلس:۹ ص:۳۷، مکتبہ: جام نور، دہلی
(۴۶) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۹ ص:۳۷، مکتبہ: جام نور، دہلی
(۴۷) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۹ ص:۳۹، مکتبہ: جام نور، دہلی
(۴۸) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۹ ص:۳۹، مکتبہ: جام نور، دہلی
(۴۹) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس:۱۰ ص:۴۶، مکتبہ: جام نور، دہلی

چیز کی طرف توجہ کریں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کو کچھ ضرورت ہے، فرمایا: تجھ سے نہیں۔ اس لیے کہ آپ اپنے نفس سے غائب تھے لیکن اللہ تعالی سے باطنی حضور حاصل تھا۔ عارف کا توکل حق پر اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ عالم سکر میں متحیر رہتا ہے، متوکل حقیقت میں وہ ہے جو خلقت کی مدد کرے اور تکلیف کی شکایت نہ کرے۔ اہل توکل پر تجلیات شوق میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر اس وقت انھیں ذرہ ذرہ کر دیا جائے یا تلوار سے زخمی کیا جائے، یا کسی اور طرح رنج والم پہنچایا جائے تو انھیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔ (۵۰)

عارف آفتاب کی طرح ہوتا ہے جو سارے جہان کو روشنی بخشتا ہے، جس کی روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی۔ (۵۱)

ملک الموت:

فرمایا: بغیر ملک الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں، پوچھا کیوں؟ فرمایا: اس واسطے کہ حدیث میں ہے: الموت جسر یو صل الحبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جو دوست سے دوست کی ملاقات کراتا ہے۔ (۵۲)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ چند ملفوظات کے روشن موتی ہیں جن میں اصلاح و تربیت کے پہلو نمایاں ہیں۔ انھیں پر یہ مضمون ختم کیا جاتا ہے، لیکن اس بات کا اظہار بھی ضروری ہے کہ حضرات خواجگان چشت کے حالات صحیح اور معتبر ذرائع سے ملنا بڑا مشکل ہے۔ اور خاص طور سے حضرت خواجہ اجمیری کے صحیح حالات مرتب کرنے میں جو دشواریاں سامنے آتی ہیں، انھیں اہل تحقیق کی تحریروں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

استاذی الکریم حضرت علامہ محمد احمد مصباحی شیخ الجامعہ، جامعہ اشرفیہ مبارک

---

(۵۰) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس: ۱۱ص: ۵۳، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۵۱) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس: ۱۲ص: ۵۸، مکتبہ: جام نور، دہلی

(۵۲) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دلیل العارفین (ملفوظات خواجہ اجمیری) مجلس: ۱۲ص: ۵۸، مکتبہ: جام نور، دہلی

حضرت خواجہ اجمیری کے حالات کے تعلق سے یوں افادہ فرماتے ہیں:

”خواجۂ اجمیری علیہ الرحمۃ کے احوال میں اتنا مختلف، متضاد اور طویل وضخیم مواد تیار ہو گیا ہے کہ آج ایک قاری حیران ہو جاتا ہے کہ کس کو مانے، کس کو رد کرے، کس کو ترجیح دے۔ سب اپنی بات نہایت وثوق سے لکھ رہے ہیں گویا شریک حال رہے ہوں یا شر کاے حال سے سن کر قلم بند کیا ہو۔ آج ہی سے نہیں آج سے چار سو سال پہلے حضرت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (۹۵۸ھ - ۱۰۵۲ھ) کے سامنے بھی یہی صورت حال تھی، اسی لیے وہ ”اخبار الاخیار“ میں حضرت خواجہ کے حالات میں سید نا عثمان ہارونی کی بیس سالہ خدمت، راے پتھورا کے زمانے میں ہندستان آمد اور تاریخ وصال ۶/ رجب ۶۳۳ھ کے سوا کچھ نہ لکھ سکے۔ اس تاریخ وصال میں بھی اختلاف دیکھا، نا چارا سے ذکر کر کے اول کو ترجیح دی۔ پھر جو معتبر چیز انھیں نظر آئی، وہ حضرت کے ملفوظات تھے جو سید نا قطب الدین بختیار کاکی نے جمع کیے تھے، ان سے تقریباً دو صفحے نقل کیے پھر اجمیر اور ناگوری کی وجہ تسمیہ بتا کر تذکرہ ختم کر دیا، ولادت، تاریخ ولادت کا بھی ذکر نہ آنے دیا، نہ عمر کا ذکر کیا۔ انھوں نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میری کوشش ہوگی کہ وہی ذکر کروں جو صحیح ہو اور اختلاف کی صورت میں کچھ فراست اور قرآن وغیرہ سے صدق کی جستجو کروں۔“ (۵۳)

ان بزرگوں اور محققین کی پیروی کرتے ہوئے نا چیز راقم السطور نے بھی اس مضمون میں وہی باتیں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو اہل تحقیق کے نزدیک محقق اور اہل علم کے نزدیک معتبر ہے۔ واللہ الہادی و بہ الایادی۔

☆☆☆☆☆

(۵۳) مرتب: مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی / افاضات: مولانا محمد احمد مصباحی سید نا عبد الوہاب جیلانی کا مدفن بغداد یا ناگور ص ۲۹، ۳۰ المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ